اِنسانی تعلیم و تربیت کے قرآنی مقاصد

یہ مقالہ ڈاکٹر سلیم فارانی صاحب نے محاضراتِ قرآنی کے اجلاس منعقدہ اکتوبر ۸۳ء میں پیش فرمایا

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس وقت موضوعِ مقالہ ہے انسانی تعلیم و تربیت کے قرآنی مقاصد

قرآنِ حکیم اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے کتابِ ہدایت ہے۔ یعنی عالمِ انسانی کے لئے ہدایتِ ربّانی کا ماخذ ہے۔ فِیْہِ ھُدًی لِّلنَّاسِ۔ مَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اب دُنیا میں ہدایت ربانی کا صرف یہی ایک ماخذ صحیح و سالم اور اصلی حالت میں، بے تحریف موجود ہے۔ کیونکہ ہدایتِ انسانی کے لئے ظہورِ آدم کے روزِ اوّل سے لے کر نزولِ قرآنِ حکیم تک، جو کتُبِ ہدایت یا صحائفِ آسمانی نازل ہوتے رہے، وہ سب یا تو بالکل ناپید ہو چکے ہیں۔ یا اگر کہیں کسی صورت میں موجود ہیں بھی تو وہ ناقص، نامکمل، مُحرّف اور ناقابلِ اعتماد حالت میں ہیں، اس لحاظ سے تمام عالمِ انسانی کیلئے ہدایتِ ربانی حاصل کرنے کا اگر کوئی صحیح و سالم، قابلِ اعتماد ذریعہ اب دُنیا میں موجود ہے تو وہ صرف اور صرف قرآنِ حکیم ہے —— یہ ایک ایسی حقیقت ہے، جسے تسلیم کرنے پر اب ساری دُنیا کے انسان مجبور ہیں۔

اس حقیقت کی بنا پر حق یہ ہے کہ ہدایتِ ربّانی کے طلبگار اپنی زندگی کی ہر

سطح اور ہر پہلو کے ہر عمل میں قرآن حکیم ہی کی طرف رجوع کریں۔ اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کے تمام نظامات کی تشکیل کریں۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی خوشگواری اور ترقی کے لئے، ہر انسان کی تعلیم و تربیت لازمی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تعلیم و تربیت ہی کے ذریعے انسان کو اپنی زندگی کی ہر سطح اور ہر پہلو کے ہر عمل کے طریقے کا علم میسر آتا ہے۔ یہی علم ناقص یا معیوب ہو اور امکانِ سہو و خطا سے محفوظ نہ ہو، تو ظاہر ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی حقیقی خوشگواری اور ترقی ممکن نہیں۔

انسانی زندگی کے لئے امکانِ سہو و خطا سے محفوظ، بے عیب، **صحیح اور مکمل علم** فکرِ انسانی کے نتائج سے میسّر نہیں آسکتا۔ اس کا اصل ذریعہ ہدایتِ ربّانی ہے۔ اور یہ ہدایتِ ربّانی ــ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ــ اب دُنیا میں صرف اور صرف قرآنِ حکیم کی صورت میں صحیح و سالم، اصل حالت میں موجود ہے، اور اب اگر دُنیا کے انسانوں کو اپنی زندگی کے لئے ہدایتِ ربّانی مطلوب ہے تو اس کے لئے قرآن حکیم کی طرف رجوع کیے بغیر چارہ نہیں۔

حق یہ ہے کہ انسانی زندگی کی تمام سطحوں کے تمام پہلوؤں کے لئے لائحۂ عمل قرآنِ حکیم ہی کی روشنی میں تیار کیا جائے۔ اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں انسان کی تعلیم و تربیت کا محور قرآنِ حکیم ہی کو بنایا جائے۔

ظاہر ہے کہ جو لوگ قرآنِ حکیم کے عقیدت کیش نہیں بلکہ اس کے مخالف ہیں وہ تو اپنے تعصب کی بنا پر اسے انسانی تعلیم و تربیت کا محور بنانے میں تامل کریں گے۔

لیکن یہ تو انصاف کا تقاضا ہے کہ قرآن حکیم کے عقیدت کیشوں کو اس میں قطعاً تامل نہیں ہونا چاہیئے۔

چنانچہ قرآن حکیم کے عقیدت کیشوں سے اس التماس پر اصرار کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اغیار کی تقلید میں بھٹکنے کے بجائے قرآن حکیم کو اپنے نظامِ تعلیم کا محور بنائیں۔ اُنھیں اس امر کا احساس ہونا چاہیئے کہ ان کی زندگی کی تمام پریشانیوں اور

موجودہ مسائل کا باعث اغیار کی تقلید اور انسانی فکر کے زائیدہ اسالیبِ عمل و ترتیب کا استعمال ہے ۔

قرآنِ حکیم کو تعلیم و تربیت کا محور بنانے سے وہ تمام مسائل نہایت خوش اسلوبی سے حل ہو جائیں گے، جو آج ہر سطحِ زندگی پر معاشرے کے لئے اضطراب کا سبب بن رہے ہیں : مثلاً :

نژادِ نو کی بے رہروی کا مسئلہ
معاشرے میں بدنظمی اور انتشار کا مسئلہ
عام انسان کے اخلاقی انحطاط اور زوال کا مسئلہ
مُعلّم کے عدمِ اخلاص اور فرائض سے کوتاہی کا مسئلہ
مُتعلّم کی بے توجہی اور علمی شغف سے گریز کا مسئلہ
تعلیم بالغاں اور تعلیم نسواں کا مسئلہ
امتحانات میں خیانت کا مسئلہ
بدعنوانیوں اور دھاندلیوں کا مسئلہ
معاشرتی اضطرار و اضطراب کا مسئلہ
معاش و معیشت میں فریب کاریوں کا مسئلہ
انتظام و سیاست میں ناروا جلبِ منفعت کا مسئلہ
تحفظ اور دفاع کا مسئلہ
منافقت اور تخریب کاری کے انسداد کا مسئلہ
امن و امان کا مسئلہ
بین اقوامی وقار کا مسئلہ ——— وغیرہ وغیرہ

مفکّرینِ عالم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نظامِ تعلیم کی کیفیت کے ساتھ قوموں کے افراد کی انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں کے معیارِ کیفیت کا گہرا تعلق ہے :۔

چنانچہ سب محسوس کرتے ہیں کہ انسانی زندگی سے اس ہمہ گیر ربط کے لحاظ سے نظامِ تعلیم کا جو تقدس اور احترام ہونا چاہیئے، وہ اسے نصیب نہیں اسی احترام و تقدس سے محرومی کی بنا پر یہ صورتِ حال ہے کہ عالمی سطح پر نظامات

تعلیم کے سلسلے میں مختلف النوع ترقیوں کے باوجود انسانیت عظمیٰ میں خوشگواری کی استواری کے بجائے ہمہ گیر انحطاط ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس احترام و تقدّس کے فقدان کا اصل سبب یہ ہے کہ نظامِ تعلیم کا محور فکرِ انسانی بنا ہوا ہے اور فکرِ انسانی میں روز بروز تغیر و تبدل ہونے کے علاوہ احساسِ نقص احتمالِ سہو و خطا کی بنا پر اس پر اعتماد استوار نہیں ہو رہا بلکہ مختلف افکار کے تصادم اور ٹکراؤ کے باعث مسلسل متزلزل رہتا ہے۔

قرآن حکیم کو محورِ تعلیم بنانے سے اساسی طور پر اس امر کا امکان تو پیدا ہو جائے گا کہ قرآنِ حکیم کی نسبت سے نظامِ تعلیم کو بھی تقدس و احترام حاصل ہو جائے گا پھر اسی نسبت سے رفتہ رفتہ ان تمام مسائل کے حل ہونے کی صورت بھی پیدا ہو جائے، جن کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔

جس طرح ایک نمازی نماز کے تقدس و احترام کے زیر اثر تکبیرِ تحریمہ کے بعد یکسو ہو کر اپنے آپ پر اِدھر اُدھر دیکھنا اور بے جا حرکات کرنا حرام کر دیتا ہے اور مقررہ ارکانِ نماز، تسبیحات و کلمات میں ایسا محو و مستغرق ہو جاتا ہے کہ کسی قسم کا کوئی محرک اِسے اس استغراق سے منفص نہیں کر سکتا۔ اور جس طرح وہ نماز کے لئے طہارت، وضو، پاکیزگیٔ لباس، احترامِ مسجد و جائے نماز اتحادِ عمل، اطاعتِ امام، شور و غل سے احتراز وغیرہ کے آداب کی پابندی ملحوظ رکھتا ہے۔ اور یہ مزید حُسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے اُسی طرح قرآن حکیم کی ہدایت کے مطابق نظامِ تعلیم کی تشکیل سے قرآنی تقدس کی نسبت سے تعلیمی حلقے کے اخلاقی انحطاط کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ اور عدمِ اخلاص و بے توجہی وغیرہ کی شکایات بھی دور ہو جائیں گی۔

قرآنِ حکیم کو نظامِ تعلیم کا محور بنانے کا مقصود یہ نہیں کہ قرآن خوانی کیلئے ناظرہ قرآن خوانی، قرأت و تجوید، حفظ وغیرہ اور قرآن فہمی کے لئے اس کے آلی علوم یعنی لسانی صرف و نحو، ترجمے، مخصوص نظریات کی متداول تفاسیر، مناظروں کی خاطر منطق و فلسفہ اور مخصوص مسلک کی فقہی کتب کو نظامِ تعلیم کے نصاب میں شامل کر دیا جائے اور اس سے انسان کو مخصوص و معین مسلک

کا منصب اور تفرقہ افروز مناظر بنا دیا جائے۔

بلکہ مقصود یہ ہے کہ قرآن کی روشنی میں انسان کو اُس طرح کا عملی و صحیح انسان بنانے کا اہتمام کیا جائے۔ جس طرح کا انسان اُسے قرآنِ حکیم بنانا چاہتا ہے ۵

آئیے اب دیکھیں کہ قرآنِ حکیم کس قسم کا انسان بنانا چاہتا ہے۔ یا انسان کی تعلیم و تربیت کے قرآنی مقاصد کیا ہیں؟

۱۔ قرآن حکیم چاہتا ہے کہ انسان کی تربیت اس طرح ہو کہ وہ زندگی بھر یکسو ۶
ہو کر رہے، تاکہ فکری اور عملی انتشار سے بچا رہے — وہ اِلٰہ واحد کا مخلص بندہ ہو کر رہے اور اِدھر اُدھر بھٹکنے سے باز رہے۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ قرآن حکیم چاہتا ہے کہ انسان ایک متعین نصب العین کی خاطر زندگی بسر کرے اور یہ متعین نصب العین، رضائے الٰہی ہو۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ
مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ۷

۳۔ قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان اس منصب و مقام کو مدِنظر رکھ کر زندگی بسر کرے جس کے لئے خدا نے اُسے پیدا کیا ہے۔ اُسے خدا نے خلیفۃ اللہ فی الارض کا منصب دیا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً
اُسے اپنے طرزِ عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ اس منصب کا مستحق ہے۔ ۸
اور اس سلسلے میں اُسے اپنے اُس دشمن ابلیس کا مقابلہ کرنا ہے، جو اُسے ہر طرح اس منصب کے لئے نااہل ثابت کرنے کے لئے تخلیقِ انسان کے وقت ہی سے قسم کھا چکا ہے۔

خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کی حیثیت سے اُسے حسبِ ارشاد وَلَکُمْ ۹
فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ایک طرف زمین میں مستقر یعنی
معاشرتی، تمدنی، سیاسی اور اخلاقی۔ اور دوسری طرف متاع۔ یعنی معاش ۱۰
و معیشت اور اقتصادیات کے لحاظ سے نظامِ حق و عدل قائم کر کے دکھانا ہے۔

۴۔ قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان زندگی میں اپنا ہر عمل ذمہ داری اور محاسبہ کے یقینی احساس کے ساتھ انجام دے۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

۵ - قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان کو جو کچھ دُنیاوی زندگی میں مِلا ہے یا ملتا ہے، اُسے خدا کی طرف سے امانت سمجھے اور اس کے استعمال میں غلط روش سے اجتناب کرے اور احتیاط سے کام لے -

۶ - قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان اپنے ہر عمل میں مکمل اور مربوط زندگی (دنیاوی و اخروی) کو سامنے رکھے تاکہ صرف دنیاوی زندگی میں مستغرق ہو کر اُخروی زندگی سے بے نیاز نہ ہونے پائے اور دنیا میں بھی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ایک مکمل مربوط نظام کو مدنظر رکھے اسکے تمام اجزا کو باہم مربوط سمجھے اور خیال رکھے کہ اُس کے عمل سے اس زندگی کا کوئی ایک شعبہ دوسرے سے متصادم نہ ہونے پائے -

۷ - قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان دُنیاوی عرصۂ حیات کو اور اس میں ہر کیفیت وعطا کو آزمائش سمجھے اور کسی چیز اور کیفیت سے فریب نہ کھائے - یہاں کی عزّت خوشی اس بات کی دلیل نہیں کہ انسان خدا کا مقبول ہو گیا ہے - اور تکلیف اس بات کی دلیل کہ انسان خدا کے نزدیک معتوب ہو گیا ہے۔

۸ - قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان تفقہ فی الدین حاصل کرے یعنی اپنے لئے خدا کی طرف سے مقررہ نظامِ حیات کو سمجھے اور اس میں ایسی بصیرت حاصل کرے کہ ہر عمل کے وقت صواب و ناصواب خود بخود سوجھتا جائے اس کا ضمیر گواہی دے اور اسکی باطنی قوت اسے اطمینان کی راہ دکھائے -

۹ - قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جرأت اور ہمت و استعداد پیدا ہو -

۱۰ - قرآنِ حکیم چاہتا ہے کہ انسان جہاد اور اجتہاد میں اعتدال و توازن کی زندگی بسر کرے - اور جمود و تقلید میں غیر معتدل اور غیر متوازن انداز میں دنیا سے منقطع ہو کر اپنے فرائض سے گریز کر کے گوشہ نشینی اختیار نہ کرے بلکہ بھری اجتماعی زندگی میں عادلانہ روش دکھائے -

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ان دس نکات میں انسانی تعلیم وتربیت کے قرآنی مقاصد کو اضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔اگر بغور سمجھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہی واضح مقاصد کے پیش نظر تعلیم وتربیت لینے والے افراد اور معاشرے کے لئے فرمایا گیا ہے کہ :

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ ، فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

یعنی وہ ہر قسم کے فساد سے محفوظ رہیں گے ۔

ان مقاصد کی رُو سے قرآن حکیم نے جو لائحۂ عمل بتایا ہے وہ اچھی خاصی تفصیلات پر مشتمل ہے ۔لیکن وہ طویل بحث اس نشست میں ممکن نہیں

اِن مقاصد کے پیشِ نظر جائزہ لینا چاہیئے کہ ہمارے مروج دینی یا دنیاوی نظاماتِ تعلیم انسانوں کے لئے ہر قسم کی تعلیم وتربیت مہیا کر رہے ہیں یا نہیں

ظاہر ہے کہ نہیں کر رہے ۔اگر کر رہے ہوتے تو اس قسم کا فساد رونما نہ ہوتا جس سے انسانی افراد اور معاشرہ دونوں آج دوچار ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے نظامِ تعلیم وتربیت کی سمت درست کر سکیں اور اپنے تعلیمی اداروں سے عِلمی بھرتی کے انسان تیار کرنے کے بجائے قرآنی مقاصد کے مطابق صحیح قسم کے عملی انسان تیار کر کے اس قسم کا خوف و حزن سے پاک معاشرہ تعمیر کریں ۔جو اسلام اور اُس کی کتابِ ہدایت، قرآن حکیم کا مقصود ہے ۔

واللہ المستعان

قارئین حکمتِ قرآن سے گذارش!

صفحات نیز طباعتی امور (کتابت، طباعت، کاغذ) میں ہوش ربا اضافہ کے باعث مجبوراً ادارہ حکمتِ قرآن کے زرِتعاون اور فی نسخہ اس ماہ سے اضافہ کیا جا رہا ہے۔ مارچ ۸۴ء سے سالانہ زرِتعاون کی رقم تیس روپے اور ایک نسخے کی قیمت تین روپے ہوگی۔ اطلاعاً عرض ہے۔ نوٹ فرمالیں !!

(ادارہ)